# نظم جاوید کے نام (شاعر علامہ محمد اقبالؒ)

**نظم کا پس منظر:**

اقبال شاعر مشرق ہیں، انھوں نے امت مسلمہ خصوصاً برصغیر کے جو جوانوں کی بیداری کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور اپنی تمام زندگی وقف کر دی۔ جب علمہ محمد اقبال گول میز کانفرنس 1931 میں شرکت کے لیے لندن میں موجود تھے تو ان کے بیٹے جاوید اقبال نے، جن کی عمر اس وقت سات سال تھی، انہیں ایک خط لکھا جس میں چند دنیاوی اشیا کی فرمائش کی گئی تھی۔ علامہ اقبال نے جواب میں انھیں یہ نظم لکھ کر ارسال کی، اس نظم میں مخاطب اگرچہ جاوید اقبال ہیں مگر اصل میں یہ تمام نوجوانوں مسلمان کے لیے ایک ضروری پیغام ہے۔ جس میں انہیں گراں قدر نصیحتیں کی گئی ہیں اور سچی اسلامی تربیت کا راستہ بتایا گیا ہے جو ہر مسلم نوجوان کے لیے ایک قیمتی پیغام کی حیثیت رکھتی ہیں۔

**شعر ا۔ دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر**

**نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر**

**تشریح:۔** اس شعر میں شاعر، علامہ محمد اقبال، اپنے بیٹے جاوید اقبال سے اور بالواسطہ طور پر تمام مسلمانوں نوجوانوں سے فرماتے ہیں کہ تم عشق حقیقی یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عشق میں اپنا خاص مقام پیدا کرو۔ اسی عشق کی بدولت انسان وعظمت اور بلند پایا مرتبہ پاتا ہے۔ اقبال ، جاوید سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اگر تو نے یہ راستہ اختیار کر لیا تو یقینا تجھ میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ تو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے۔

مراد یہ کہ اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کے سوا انسانی زندگی میں درجہ کمال حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ مقام جسے مل جائے وہ زمانے کی ہر گردش اور صبح شام کی ہر آزمائش سے بالکل بے نیاز ہو جائے گا۔ اس کا اپنا زمانہ ہوگا، اور اسی کے اپنے صبح و شام ہوں گے۔ اقبال کا مطلب اس سے یہ ہے کہ جس طرح سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نئی دنیا پیدا کر دی، دنیا میں بڑا انقلاب برپا کر دیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر دنیا میں انقلاب برپا کریں اور اس دنیا کو جو اس وقت تاریکی میں غرق ہے اسلام کے جدید اصولوں کی روشنی میں بدل کر رکھ دیں۔

ایک اور جگہ اقبال مسلمان نوجوانوں سے یوں مخاطت ہیں:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

**شعر نمبر ۲: خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو**

**سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر**

تشریح:۔اقبال کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا دل عطا کر دے کہ جو دنیا میں موجود ہر شے کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور جس میں اس پاک ذات کی محبت و عقیدت ہو تو، تمہیں چاہیے کہ گلِ لالہ اور گلاب سمیت ہر شے سے گفتگو کرو۔ تمہیں لالہ و گل سے اس کی (اللہ کی) ہستی کا ثبوت مل سکتا ہے ۔سکوت لالہ و گل سے کلام میں صنعت تضاد پائی جاتی ہے اور یہ ایک دلکش انداز ہے،اس بات کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ لالہ و گل زبان نہیں رکھتے ،لیکن اگر کوئی فطرت شناس ان کی بناوٹ پر غور کرے تو وہ زبان حال سے خالق کائنات کے وجود کی گواہی دیں گے۔یعنی قدرت کی جو چیزیں بولنے والی زبان سے محروم ہے وہ ان کی باتیں بھی سمجھنے لگے گا۔تجھ میں وہ قوت پیدا ہو جائے گی جس کی بدولت تو قدرت کی بے زبان چیزوں کی خاموشی یا ان کی باتوں کو بھی سمجھنے لگے گا۔اور تجھ پر فطرت کے راز عیاں ہونے لگیں گے۔اس شعر کا مرکزی خیال فطرت کی خوبصورتی اور ہم آہنگی کے بارے میں گہری بصیرت اور سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا

خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

**شعر نمبر۳۔اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساس**

**سفالِ ہند سے مئے لالہ فام پیدا کر**

تشریح:۔زیر تشریح شعر میں شاعر علامہ اقبال جوجوانوں سے مخاطب ہیں اور انھیں کہتے ہیں کہ انگریزوں کے طور طریقے اور ان کی تہذیب مت اپناؤ ۔کیونکہ شیشے کی طرح یہ ٹوٹنے اور ختم ہونے والے ہیں۔ہندوستان کی مٹی سے صراحی اور پیالے بناؤ یعنی اپنی مشرقی تہذیب اور اس کے انداز سے محبت رکھو اور اس کے طور طریقے اپناؤ۔

اپنی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو

سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

اپنی مشرقی تہذیب اور سیاسی شعور سے کام لو۔تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔اہل مغرب کے انداز اپنانے سے تم برباد ہو جاؤ گے۔اصل میں شاعر ہمیں یہ سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ اگر ہم ترقی کے لیے دوسری اقوام کے دست نگر رہیں گے تو کبھی ترقی نہ کر سکیں گے بلکہ ایک طرح سے ان کے ذہنی غلام بن کر رہ جائیں گے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ﷺ ہاشمی

**شعر نمبر۴:۔میں شاخِ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر**

**میرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر**

تشریح۔اقبال اس شعر میں مختلف مثالوں سے اپنی بات واضح کرتے ہیں کہ میں انگور کی بیل کی ٹہنی ہوں۔اور میری غزل اس بیل کا پھل ہے۔میری شاعری سرخ رنگ کی شراب تیار کرسکتی ہے، درحقیقت اقبال یہ کہتے ہیں کہ میری شاعری میں اتنی خوبیاں ہیں کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرکے انہیں ایک آزاد وطن کے حصول کے لیے آمادہ کرسکتی ہے۔یعنی جیسے انگور سے قیمتی سرخ شراب حاصل ہوتی ہے بالکل ایسے ہی میری شاعری میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ مسلمان نوجوانوں کو جدوجہد کے راستے پر ڈال سکے۔اقبال نے اپنے فرزند جاوید اقبال کی وساطت سے نوجوان ملت کو یہ پیغام دیا ہے کہ ''اس خوشہ سے میں لالہ فام پیدا کر'' مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے کلام میں جو اسرار و رموز بیان کیے ہیں، ان کی معرفت حاصل کرتے ہوئے پوری طرح ذہن نشین کرو ان پر کار مند بند ہو جاؤ اور یوں اپنے اندر مذہبی ملی اور سیاسی شعور پیدا کرو۔

آج بھی ہو گر براھیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

**شعر نمبر ۵:۔میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے**
**خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر**

تشریح: شاعر علامہ محمد اقبال اس شعر میں اپنے بیٹے جاوید اقبال سے مخاطب ہیں کہ میرا زندگی گزارنے کا طریقہ درویشوں جیسا ہے، دولت سے مجھے کوئی واسطہ نہیں، تو بھی اس طریقے کو اپنا لو اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔اور اپنی خودداری کو نہ بیچنا بلکہ غریبی میں نام پیدا کرنا، تیری خودداری تیرے لیے عظمت و شہرت کا باعث بنے گی۔جب نوجوان خودی کو پہچان لیں گے تو بلند مقام حاصل کریں گے۔

مطلب یہ کہ انسان عزت اور شہرت حاصل کرنے کے لیے خودی کو بیچتا ہے اور اس کے بدلے میں دولت حاصل کرتا ہے دولت کے ذریعے شہرت حاصل کرتا ہے۔اقبال کہتے ہیں کہ اگر انسان ہمت اور مضبوطی سے کام لے تو غریبی میں شہرت حاصل کرسکتا ہے۔لہذا نام پیدا کرنے کے لیے ضمیر فروشی کی ضرورت نہیں۔اس شعر میں اقبال نے اپنے نظریہ خودی کو پیش کیا ہے اور اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے برصغیر کے نوجوانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ دولت کی تمنا تمہیں دنیا کی محبت میں غرق کردے گی۔اس لیے اپنے آپ کو پہچانو اور جس طرح ایک درویش سادگی اور غیرت کا پیکر ہوتا ہے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا اور قناعت اس کی خوبی ہوتی ہے، تم لوگ بھی یہی انداز اپناؤ اور اسی میں شہرت حاصل کرو۔

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سر دارا